روزنامہ

الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 11-اپریل 2011ء 7- جمادی الاوّل 1432 ہجری 11 شہادت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 81

والدین کی تاج پوشی

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت والے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس سورج سے بھی زیادہ ہوگی جو دنیاوی گھروں کو روشن کرتا ہے۔ کاش تمہارے پاس یہ سورج ہو اور پھر اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو قرآن کریم پر عمل کرتا ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ' باب فی ثواب قراءۃ القرآن حدیث نمبر: 1241)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

قرآن کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کے رو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اس کی صرف ایک خوبی ہی بیمثل نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر یک خوبی بیمثل ہوگی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقایق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ ماقدروا القرآن حق قدرہ میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بیمثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جَو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور بیمثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر یک چیز اسی حالت میں بینظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر یک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے اور اس میں سرّ یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قل لو کان البحر ...... (الکھف:110) اپنے ایک معنے کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ کلمتہ القٰھا الی مریم کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر یک چیز کن فیکون کے کلمہ سے پیدا ہوئی ہے اسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کن فیکون سے نکلے ہیں۔ سو ان معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بیحد اور بے نہایت ہیں اور جبکہ ہر یک چیز اور ہر یک مخلوق کے خواص بے حد اور بے نہایت ہیں اور ہر یک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف ان چند معانی میں محدود ہوگا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا جس قدر ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں۔

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 ص 60)

نماز فیضان اور انوار کے حصول کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔
''نماز میں ایک خاص قسم کا فیضان اور انوار نازل ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ان میں ہوتا ہے اور ہر ایک شخص اپنے ظرف اور استعداد کے موافق ان سے حصہ لیتا ہے پھر امام کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے اور بیعت کے ذریعہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے۔ ہزاروں کمزوریاں دور ہوتی ہیں جن کو غیر معمولی طور پر دور ہوتے ہوئے محسوس کر لیتا ہے، اور پھر کمزوریوں کی بجائے خوبیاں آتی ہیں جو آہستہ آہستہ نشو و نما پا کر اخلاقِ فاضلہ کا ایک خوبصورت باغ بن جاتے ہیں۔''

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 61)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

تحریک وقف زندگی اور داخلہ جامعہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔
''میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا اَبدی زندگی کا طلبگار ہے، تو وہ اللہ کیلئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔''

باقی صفحہ 8 پر

مشعلِ راہ

صبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت بخشتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 13فروری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پڑوسی کی شکایت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضورؐ نے اس کو فرمایا کہ جا اور صبر کر۔ یہ شخص دو یا تین بار حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر آیا تو پھر آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جا اور اپنا مال و متاع باہر رکھ دے یعنی اپنے گھر کا سامان سڑک پہ لے آ۔ چنانچہ اس نے اپنا مال راستے میں رکھ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ تم اس طرح کیوں کر رہے ہو تو ان کو بتاتا رہا کہ کس وجہ سے کر رہا ہوں۔ تب لوگوں نے اس ہمسائے پر لعنت ملامت کی اور کہنے لگے اللہ اس سے یوں کرے یوں کرے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر اس کا ہمسایہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا تو اپنے گھر میں واپس چلا جا۔ اب تو مجھ سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا۔ (ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا قبل اربعة نفر) ۔ تو یہاں بھی صبر کی وجہ سے ہی معاملہ حل ہو گیا۔

حضرت کبشہ انماریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزوں کے بارے میں میں قسم کھا کے بتاتا ہوں کہ انہیں اچھی طرح یاد رکھو، صدقہ بندے کے مال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے اور عزت بخشتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ صدقہ دو کیونکہ صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور جب کسی پہ ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے اور تیسری بات یہ کہ جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا مثلُ اربعةُ نَفَرٍ)

زیادہ مانگنے والے ہوں تو ان کی محتاجی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک تو خود ان میں بیٹھے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر خواہشات بھی بڑھتی رہتی ہیں۔ تو اس میں ایک تو صبر کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے کہ صبر سے کام لو اگر تنگ بھی کئے جاؤ تو اپنے خدا کی رضا کی خاطر صبر کرو اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ جو دینے سے کبھی نہیں تھکتا وہ تمہیں نہ صرف اس مشکل اور تکلیف سے نکالے گا بلکہ صبر کی وجہ سے تمہیں عزت بھی دے گا۔ پھر ایک اہم بات یہ یہاں بیان فرمائی کہ مانگنے کی عادت اپنے اندر کبھی نہ پیدا کرو۔ جیسے مرضی حالات ہوں صبر شکر کے ساتھ گزارا کرو اور اسی طرح گزارا کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ایک دفعہ مانگنے کی عادت پڑ گئی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائے گی۔ قناعت پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ تن آسانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے، پتہ ہے کہ کھانے کو مل رہا ہے، کسی قسم کا کام کرنے کو دل نہیں چاہتا اور صرف اس لئے کہ میری ساری ضروریات پوری ہو رہی ہیں مدد کے ذریعے سے تو ایسے نکھے مرد بیٹھے رہتے ہیں اور بیوی بچوں کی بھی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اگر جماعتی وسائل کے مطابق محدود پیمانے پر ضروریات پوری ہو رہی ہوں تو بیوی بچوں کی بہت سی ایسی ضروریات بھی ہیں جو ان وسائل کے ساتھ پوری نہیں ہو سکتیں، ایک محدود مدد ہوتی ہے۔ تو بہرحال ہر انسان کو اگر مدد ہو بھی رہی ہو تو کام کرنا چاہئے، اپنی ذمہ داری خود اٹھانی چاہئے اس لئے جس قسم کا بھی کام ملتا ہو کرنا چاہئے اور ہر ایک کو اپنے پاؤں پر ہر ایک کو کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر تم سوال کرنے کی عادت جاری رکھو گے تو پھر اللہ تعالیٰ محتاجی میں بھی اضافہ کرتا چلا جائے گا اور اس وجہ سے پھر گھر سے برکت بھی اٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں ایسے گھروں میں میاں بیوی کی لڑائیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ بچے الگ پریشان ہو رہے ہوتے ہیں، نفسیاتی مریض بن رہے ہوتے ہیں۔ اس بات کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود محنت کر کے کمایا جائے۔ اور امدادوں یا وظیفوں کو کبھی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔

(روزنامہ الفضل 20/ اپریل 2004ء)

جلسہ سالانہ قادیان 2010ء کے بعد

بھر بھر کے جھولیاں سبھی برکات لے چلے
اے قادیان! ہم تری سوغات لے چلے

بیٹھے ہوئے منارۂ مہدی کے سامنے
تاروں کے پار بڑھنے کے جذبات لے چلے

دلہن بنا کے یاد کو دارالمسیح کی
ہم دل میں آرزوؤں کی بارات لے چلے

اس سرزمیں پہ اپنے بھی گزرے تھے چار دن
ہیرے، جواہرات سے دن رات لے چلے

پھر یوں ہوا کہ ابر بھی برسا تھا ایک دن
انمول تھی جو آنکھوں کی برسات لے چلے

قدغن کے باوجود یہ دیوانے آ گئے
اللہ کے معجزات کی بہتات لے چلے

اب تو خیال و خواب میں پت جھڑ نہ آئے گا
باغِ مسیح میں اُترے ہیں، ثمرات لے چلے

دینِ محمدیؐ کا ہے پرچار یوں کیا
ہندو، برہمن بھی ہیں اثرات لے چلے

دشمن، ہمارے شوقِ عبادت کو دیکھ کر
ناکامی، نامرادی کے خدشات لے چلے

ان کی نگاہِ ناز پہ افسوس کیجئے
سورج چڑھا ہے پھر بھی جو ظلمات لے چلے

اللہ کا یہ فرازؔ! کرم ہے کہ ہر طرف
فتح و ظفر ہمیں کو ہے، وہ مات لے چلے

اطہر حفیظ فرازؔ

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب

جماعت احمدیہ کا تعلیمی نظام۔ایک خدائی تحریک

تعلیم الاسلام کالج قادیان و ربوہ کی تاریخ

قسط دوم آخر

فضل عمر ہوسٹل کا اجراء

کالج کے نمایاں شاندار نتائج اور اساتذہ کے ہمدردانہ اور متوازن رویے کے باعث کالج چند سالوں میں ہی علاقے بھر میں مشہور و معروف ہوگیا تھا۔ طلباء بکثرت کالج میں داخل ہوئے۔ پہلے مہمان خانے کا ایک حصہ ہوسٹل کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ پھر فضل عمر ہوسٹل کی عمارت مکمل ہونے تک دارالانوار گیسٹ ہاؤس چوہدری محمد علی صاحب کی نگرانی میں ہوسٹل کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ 1944ء میں فضل عمر ہوسٹل کی عمارت مکمل ہوئی۔ ہوسٹل کے طلباء باجماعت نمازوں کی ادائیگی اور درسوں میں التزام کے ساتھ حاضر ہوتے۔ فضل عمر ہوسٹل یونین کے تحت تقریری مقابلہ جات میں حصہ لیتے۔

ہجرت پاکستان

موسم گرما کی تعطیلات کے سلسلے میں کالج یکم جولائی 1947ء سے 27 ستمبر تک بند رہنے کا اعلان ہوچکا تھا۔ اس دوران ملک کے بٹوارے کے اعلان کے ساتھ 14راگست کے دن پاکستان قائم ہوا۔ کئی جانکاہ سانحوں کو سمیٹے ہوئے دونوں نوزائیدہ ملکوں کے درمیان آبادی کا تبادلہ ہوا۔ قادیان کا ضلع گورداسپور ہندوستان کے حصے میں آیا۔ کالج کے پرنسپل اور کچھ اساتذہ اور طلباء کالج کے اموال واملاک کی حفاظت اور آبادی کے انخلاء کی نگرانی کے سلسلے میں قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔

جانی قربانی

جہاں خداتعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے تعلیم الاسلام کالج کو بہترین انتظامیہ، اساتذہ اور طلباء سے نوازا وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی کو دین پر نچھاور کرنے والے بھی عطا فرمائے۔

جواں سال محمد منیر خان شامی ولد ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب ابوحنیفی جو تعلیم الاسلام کالج کے بی ایس سی کے طالب علم اور واقف زندگی تھے۔ ہدایت کے مطابق اپنے محلّہ میں حفاظتی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ سکھ حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخرکار حملہ آوروں نے رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پیچھے سے حملہ کیا، جانبر نہ ہوسکے اور تعلیم الاسلام کالج کے پہلے شہید کا درجہ پاگئے۔

کالج کا لاہور میں قیام

قیام پاکستان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کالج کے فوری اجراء کے بارے میں فکرمند تھے۔ آپ نے چوہدری محمد علی صاحب کو کالج کا قائم مقام پرنسپل مقرر فرمایا اور کالج کمیٹی حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سرکردگی میں مقرر فرمائی جس کے ممبران ڈاکٹر عبدالواحد صاحب، فضل الرحمٰن صاحب فیضی اور چوہدری محمد علی صاحب تھے اور انہیں فنڈ اکٹھے کرنے اور جلد سے جلد کالج کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضور نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب، صوفی بشارت الرحمٰن صاحب اور میاں عطاء الرحمٰن صاحب کو فوری طور پر قادیان سے لاہور پہنچنے کا ارشاد فرمایا۔

کالج کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق جماعت کے کمزور مالی حالات کے پیش نظر فنڈز کی اپیل کرنا جماعت کو مزید مشکلات میں ڈالنا تھا۔ چونکہ سردست کوئی مناسب عمارت بھی دستیاب نہیں تھی اس لئے کمیٹی نے کالج نہ کھولنے کی سفارش کی اور مشورہ دیا کہ طلباء کو لاہور کے کسی ایک کالج میں داخلہ لینے کی ہدایت کی جائے جس سے ان کی نگرانی کی جاسکے گی۔

کمیٹی کی اس درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بڑے جوش سے فرمایا:۔

''آپ کو پیسوں کی کیوں فکر پڑی ہوئی ہے۔ کالج چلے گا اور کبھی بند نہیں ہوگا''۔

ساتھ ہی چوہدری محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

''آسمان کے نیچے پاکستان کی سرزمین میں جہاں کہیں بھی جگہ ملتی ہے، لے لو اور کالج شروع کرو''۔

اس ارشاد کے تحت کالج کمیٹی کے نمائندگان نے لاہور کے علاوہ ایمن آباد گوجرانوالہ، کوٹ سہرا راولپنڈی، لائلپور، سانگلہ ہل، ملتان اور ڈیرہ غازیخان کا دورہ کیا، مختلف عمارات دیکھیں مگر کسی نہ کسی وجہ سے کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ اس دوران جودھامل بلڈنگ لاہور کے پاس سیمنٹ بلڈنگ میں کالج آفس عبدالرحمٰن جنید ہاشمی صاحب کی سربراہی میں قائم کردیا گیا۔ جہاں ہاشمی صاحب مرحوم اور ان کے دو ساتھیوں نے فرنیچر مہیا نہ ہونے کے باعث فرش پر بیٹھ کر طلباء کا داخلہ کرنا شروع کردیا۔ 60 طلباء کا داخلہ ہوا جن میں اکثریت قادیان سے آنے والے طلباء کی تھی۔

اس دوران محکمہ بحالیات پنجاب نے ایک خستہ حال عمارت 37 کینال پارک لاہور، کالج کے لئے الاٹ کردی۔ یہ عمارت اپنی بیرک نما تنگ کمروں اور نیچی چھتوں کے باعث اغلباً ڈیری فارم یا مرغی خانے کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہوگی۔ 60 طلباء کے لئے اس بے سروسامانی کے دور میں مناسب فرنیچر مہیا کرنا مشکل تھا۔ طلباء چٹائیوں پر دو رویہ بیٹھ کر لیکچر سنتے۔ وہیں نماز پڑھتے، کھانا کھاتے اور سوجاتے۔ گویا کہ بیرک نما عمارت طلباء کے لئے بیک وقت کالج، بیت الذکر اور ہوسٹل تھی۔ آخرکار محکمے نے ڈی اے وی کالج کی تباہ حال عمارت کالج کے لئے الاٹ کردی۔ اس سے قبل یہ عمارت مہاجرین کی فرودگاہ کے طور پر استعمال ہورہی تھی۔ عمارت کی کھڑکیاں، دروازے آگ جلانے میں استعمال کر لئے گئے تھے۔ شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ لائبریری کی کتب یا تو لوٹ لی گئی تھیں یا جلادی گئی تھیں۔ کلاس رومز کی طرز پر بنے ہوئے کمروں کے وسط میں ٹوٹے ہوئے شیشوں، مٹی اور پتھروں کے ڈھیر تھے۔ کالج انتظامیہ نے صفائی، وقارعمل اور کثیر رقم کے خرچ سے کمروں کو استعمال کے قابل بنایا۔ ہزاروں روپے خرچ کر کے لائبریری میں کتب فراہم کی گئیں۔ فرنیچر اور لیبارٹری کے سامان کی خرید ہوئی۔ کالج کا ایک حصہ ہوسٹل کے لئے تیار کیا گیا۔

کالج کے نمایاں شاندار نتائج

باوجود ان تمام عملی مشکلات کے چند ماہ میں ہی کالج میں طلباء کی تعداد 60 سے 267 تک پہنچ گئی۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل کی سرکردگی میں یونیورسٹی کے امتحانات میں کالج کے نتائج ہر سال قابل رشک رہے، یونیورسٹی کے 39.8 فیصد کے مقابل کالج کا نتیجہ 83.3 فیصد رہا۔ اس طرح تعلیم الاسلام کالج کچھ ہی عرصے میں لاہور کے چند اچھے کالجوں کے مقابلہ پر آگیا۔

کالج اپنی غیرنصابی سرگرمیوں میں بھی شاندار رہا۔ کالج یونین کے علاوہ عربک، اکنامکس، سائنس، فوٹوگرافک اور ریڈیو سوسائٹیاں مصروف عمل تھیں۔ جبکہ کھیل کے میدان میں فٹ بال، والی بال، تیراکی کی ٹیمیں کالج کی نیک نامی کا باعث تھیں۔ انتظامیہ کی کارکردگی کی خوش اسلوبی کے باعث کچھ ہی عرصے میں کالج نہ صرف لاہور بھر میں بلکہ اردگرد کے علاقوں میں مشہور ہوگیا۔

اکنامکس سوسائٹی کے زیرانتظام مجلّے ''ینگ اکنامسٹ'' کا اجراء ہوا۔ جو 1950ء میں ''المنار'' کے نام سے کالج کے مستقل جریدے کے طور پر چھپنا شروع ہوا۔ محترم پرنسپل مرزا ناصر احمد صاحب نے ''المنار'' کے اجراء پر اپنے ولولہ انگیز پیغام میں فرمایا:

"With trust in God and Faith in the ultimate triumph of your mission march on!"

یعنی ''خداتعالیٰ پر یقین محکم اور ایمان کامل کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول اور آخری فتح کے لئے بڑھے چلو!''۔

فروری 1950ء میں کالج کی پہلی All Pakistan Intercollegiate Debates منعقد ہوئیں اور کالج کے Debaters نے اپنا لوہا خوب منوایا اور دوسرے مقامی کالجوں کے مقابلوں میں حصہ لے کر انعامات حاصل کئے۔

پہلا جلسہ تقسیم اسناد

2راپریل 1950ء کے دن کالج کی پہلی کانووکیشن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زیرصدارت کالج ہال میں منعقد ہوئی آپ نے فارغ ہونے والے طلباء کو درج ذیل زریں نصائح سے نوازا۔

☆ یہ نہ سمجھو کہ اب تعلیم مکمل ہوگئی ہے بلکہ اپنے علم کو باقاعدہ مطالعہ سے بڑھاتے رہو۔ خداتعالیٰ کے قانون کے مطابق سکون حاصل کرنے کی بالکل کوشش نہ کرو، بلکہ ایک نہ ختم ہونے والی جدوجہد کے لئے تیار ہو جاؤ اور قرآنی منشاء کے مطابق اپنا قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرتے رہو۔

☆ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ وہ آپ کو صحیح کام کرنے اور صحیح وقت پر کام کرنے اور صحیح ذرائع کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اس کام کے صحیح اور اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج پیدا کرے۔

☆ یاد رکھو کہ تم پر صرف تمہارے نفس ہی کی ذمہ داری نہیں۔ تم پر اس ادارے کی بھی ذمہ داری ہے۔ جس نے تمہیں تعلیم دی ہے اور اس خاندان کی بھی ذمہ داری ہے جس نے تمہاری تعلیم پر خرچ کیا۔ خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اور اس ملک کی بھی ذمہ داری ہے کہ جس نے تمہاری تعلیم کا انتظام کیا اور پھر تمہارے مذہب کی بھی ذمہ داری ہے۔

☆ تمہارے تعلیمی ادارے کی جو تم پر ذمہ داری ہے وہ چاہتی ہے کہ تم اپنے علم کو زیادہ سے زیادہ اور اچھے سے اچھے طور پر استعمال کرو۔ یونیورسٹی کی تعلیم مقصود نہیں ہے وہ منزل مقصود کو طے کرنے کے لئے پہلا قدم ہے۔ یونیورسٹی تم کو جو ڈگریاں دیتی ہے وہ اپنی ذات میں کوئی قیمت نہیں رکھتیں

بلکہ ان ڈگریوں کو تم اپنے آئندہ عمل سے قیمت بخشتے ہو۔

☆ ڈگری صرف تعلیم کا ایک تخمینی وزن ہے۔ ایک تخمینی وزن ٹھیک بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی ہوسکتا ہے۔ محض کسی یونیورسٹی کے فرض کر لینے سے کہ تم کو علم کا ایک تخمینی وزن حاصل ہوگیا ہے تم کو علم کا وہ فرضی درجہ نصیب نہیں ہوسکتا جس کے اظہار کی یونیورسٹی ڈگری کے ساتھ کوشش ہوتی ہے۔ اگر ایک یونیورسٹی سے نکلنے والے طالب علم اپنی آئندہ زندگی میں یہ ثابت کریں کہ جو تخمینی وزن ان کے تعلیم کا یونیورسٹی نے لگایا تھا ان کے پاس اس سے بھی زیادہ وزن کا علم موجود ہے تو دنیا میں اس یونیورسٹی کی عزت اور قدر قائم ہو جائے گی۔ لیکن ڈگریاں حاصل کرنے والے طالب علم اپنی بعد کی زندگی میں یہ ثابت کردیں کہ تعلیم کا جو تخمینی وزن ان کے دماغوں میں فرض کیا گیا تھا، ان میں اس سے بہت کم درجے کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ تو یقیناً لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ یونیورسٹی نے علم کی پیمائش کرنے میں غلطی سے کام لیا ہے۔

☆ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یونیورسٹیاں اتنا طالب علم کو نہیں بناتیں جتنا کہ طالبعلم یونیورسٹیوں کو بناتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لو کہ ڈگری سے طالب علم کی عزت نہیں ہوتی۔ پس تمہیں اپنے پیمانۂ علم کو درست رکھنے بلکہ اس کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور اپنے کالج کے زمانہ کی تعلیم کو اپنی عمر کا پھل نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اپنے علم کو کھیتی کا بیج تصور کرنا چاہئے اور تمام ذرائع سے کام لے کر اس بیج کو زیادہ سے زیادہ بارآور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کوشش کے نتیجے میں ان ڈگریوں کی عزت بڑھے جو تم آج حاصل کر رہے ہو...... اور تمہاری قوم تم پر فخر کرنے کے قابل ہو۔

☆ تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو۔ تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے۔ ایک غریب ملک ہے۔ دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو۔ سو تمہیں اخلاق اور کردار بدلنے ہوں گے۔ تمہیں اپنے ملک کی عزت اور ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہوگی۔

☆ تمہیں اپنے ملک کو دنیا میں روشناس کرانا ہوگا، ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا بھی ایک بڑا دشوار کام ہے۔ لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے بھی دشوار کام ہے اور یہی دشوار کام تمہارے ذمے ڈالا گیا ہے۔

☆ تم ایک نئے ملک کی نئی پود ہو۔ تمہاری ذمہ داریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔ انہیں ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے۔ انہیں آباؤ اجداد کی روایتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے۔ تم نے ملک بھی بنانا ہے اور تم نے نئی روایتیں بھی قائم کرنی ہیں۔ ایسی روایتیں جن پر عزت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں اور ان روایتوں کی راہنمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں۔

☆ دوسرے ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں مگر تم اس کے مقابلے پر ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو، وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں۔ تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدنظر رکھنا ہے۔

☆ بیشک یہ کام مشکل ہے لیکن اتنا شاندار بھی ہے۔ اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردو گے تو تمہارا نام اس محبت اور عزت سے لیا جائے گا جس کی مثال آئندہ آنے والوں میں نہیں پائی جائے گی۔

☆ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم، استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزل اول بھی ہوتی ہے اور منزل دوم بھی ہوتی ہے، منزل سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ان کی منزل کا پہلا دور اسی وقت ختم ہوتا ہے جبکہ وہ کامیاب اور کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں، جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی خدمت کی صحیح داد دے سکتی ہے۔

☆ پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! .... کے بہادر سپاہیو! ملک کی امید کے مرکزو! قوم کے سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے تمہارے مستقبل کو دیکھ رہی ہیں"۔ (الفضل 5/اپریل 1950ء)

ربوہ میں کالج کا افتتاح

خدا تعالیٰ کی خاص تائیدات سے 1948ء میں دریائے چناب کے دائیں کنارے پر واقع ایک وسیع قطعہ اراضی جماعت کے مستقل مرکز کے قیام کے لئے خرید لیا گیا۔ حضور نے 1953ء میں کالج اور ہوسٹل کی عمارات کا سنگ بنیاد رکھا اور عمارات کی ہنگامی طور پر تعمیر شروع ہوگئی۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل کی شب و روز نگرانی میں 1954ء تک تعمیرات مکمل ہوگئیں۔ کالج لاہور سے اپنی نئی شاندار عمارت میں منتقل ہوگیا اور 6 دسمبر 1954ء کے تاریخی دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تعلیم الاسلام ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اپنے خطاب میں کالج میں داخلہ لینے والے طلباء کی آگاہی کے لئے کالج انتظامیہ کی پالیسی کی وضاحت فرمائی جس کے چیدہ چیدہ نقاط درج ذیل ہیں۔

☆ تمہیں جو تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ دیا گیا ہے تو اس مقصد کے ماتحت کہ تم دین کے ساتھ دنیوی علوم بھی سیکھو۔

☆ تم کسی بھی فرقے سے تعلق رکھو ہمیں اعتراض نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے جو کچھ تم مانتے ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ نیکی کا پہلا قدم یہی ہے کہ انسان اپنے مذہب پر عمل کرے۔

☆ اپنے عقائد کے مطابق عمل کرو۔ اگر کوئی پروفیسر تمہیں کسی احمدی امام کے پیچھے نماز کے لئے مجبور کرتا ہے تو تم اس کا مقابلہ کرو اور میرے پاس بھی شکایت کرو۔ میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا۔ لیکن اگر وہ تمہیں کہتا ہے کہ تم نماز پڑھو تو یہ تمہارے Moral Code کے خلاف نہیں اور اس کا نماز پڑھنے کی تلقین کرنا Religious Interference نہیں۔

☆ مذہب میں دخل اندازی کا کسی کو حق نہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ مذہب میں مداخلت کرنا انسان کو منافق بناتا ہے مسلمان نہیں بناتا۔

☆ اس کالج میں اگر کوئی ہندو بھی داخل ہونا چاہے تو ہمارے کالج کے دروازے اس کے لئے کھلے ہیں۔ لیکن وہ بھی اس بات کا پابند ہوگا کہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرے۔

(الفضل 6 دسمبر 1955ء)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا سٹاف

1944ء میں کالج کے قیام سے پہلے حضرت مصلح موعود نے ارشاد فرمایا تھا کہ کالج کے لیکچرار طلباء کو وقف کی تحریک کریں تاکہ مستقبل میں تعلیم الاسلام کے تربیت یافتہ فارغ التحصیل طلباء ایم اے، ایم ایس سی کرنے کے بعد کالج میں احسن طور پر طلباء کی تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرسکیں۔ چنانچہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا سٹاف، سوائے چند کے، کالج سے فارغ التحصیل طلباء پر مشتمل تھا۔ (فہرست کے لئے ملاحظہ ہو "النحل" شمارہ 1، جلد 17۔ 2006ء)۔ کالج کے کئی اساتذہ نے اپنے مضامین میں Ph.D کیا جن میں ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد (کیمسٹری)، ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب (فزکس)، ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی (اردو) اور ڈاکٹر محمد شریف خان (زوآلوجی)۔ کالج کے بعض اساتذہ خاص طور پر پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن فزکس جیسے دقیق مضمون کو اپنے مخصوص پڑھانے کے اسلوب کے باعث اردگرد کے کالجوں میں مشہور تھے۔ جہاں سے طلباء آکر ان کی کلاسیں Attend کرتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے کالج میں ایف اے، ایف ایس سی اور بی اے کی کلاسیں 1954ء سے ہی شروع تھیں۔ 1962ء میں بی ایس سی فزکس، باٹنی اور زوآلوجی کی کلاسوں کا آغاز ہوا۔ تجربات کے لئے فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کی لیبارٹریاں جدید ترین سامان سے آراستہ اور ان میں ہر قسم کی سہولتیں میسر تھیں۔ کالج کا بیالوجی میوزیم بیشمار محفوظ شدہ جانوروں اور پودوں کے باعث اپنے اردگرد کے تمام کالج کے Museums میں منفرد تھا۔ کالج کا وسیع ہال اور گیلری مضبوط جدید ڈیزائن پر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ عام اجلاسات کے لئے Chemistry Theater کا وسیع ہال میسر تھا۔ کیمسٹری لیبارٹری کے لئے گیس پلانٹ مہیا تھا۔ ہر شعبہ میں لیکچر روم، لیکچر تھیٹر، سٹور اور لیبارٹری مہیا تھی جن میں بورڈ اور یونیورسٹی کے سلیبس کے مطابق تجربات کے لئے سامان وافر مقدار میں موجود تھا۔

کالج کیمپس میں زیر زمین پانی تقریباً مفقود تھا۔ اگر کہیں تھا تو اتنا نمکین کہ استعمال کے قابل نہیں تھا چہ جائیکہ سائنسی تجربات یا انسانی استعمال کے قابل ہوتا۔ کالج کیمپس سے تقریباً دو تین سو میٹر دور میٹھے پانی کے کنویں سے زیر زمین پائپ میں پانی Force Pump کے ذریعے Overhead Tanks میں ڈالا جاتا تھا۔ جس کی بدولت کالج کیمپس میں تھوڑی بہت ہریاول نظر آتی تھی۔ کالج انتظامیہ کی شجرکاری کی تمام کوششوں کے باوجود صرف پانی کے نلوں کے پاس سفیدے کے درخت نظر آتے تھے۔ کلر شدہ زمین، پانی کی قلت اور موسم گرما کی شدت کے آگے کچھ پیش نہ جاتی۔

لائبریری

کالج لائبریری اردو اور انگریزی کی مشہور ادبی اور سائنسی کتب سے بھری پڑی تھی۔ مشہور اردو اور انگریزی مجلّے اور روزانہ اخبارات باقاعدگی سے مہیا تھے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی قیمتی کتب کا ذخیرہ لائبریری کا اہم حصہ تھا۔ اسی طرح تمام جماعتی کتب اور رسائل مہیا تھے۔

پوسٹ گریجوایٹ کلاسز

ایم اے عربی کی کلاسز 1962ء کے تعلیمی سال سے شروع ہوئیں اور اپنے بہترین نتائج کے باعث پنجاب بھر میں مشہور تھیں۔ 1968ء میں ایم ایس سی فزکس کی کلاسوں کا آغاز ہوا۔

کالج کیمپس کی دوسری عمارت

پرنسپل ہاؤس، سپرنٹنڈنٹ ہاؤس، گیسٹ

ہاؤس، ٹک شاپ، ہوسٹل کی عمارات کے علاوہ، ہوسٹل کارکنان کے کوارٹرز شامل تھے۔

فضل عمر ہوسٹل

کالج کے افتتاح کے دن جب حضور فضل عمر ہوسٹل کے معائنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ہوسٹل کی Visitor Book میں درج ذیل عبارت اپنے قلم سے رقم فرمائی۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بے سروسامانی میں کالج کے سامانوں کو مہیا کیا اور بے گھروں کو گھر دیا۔ اب دعا ہے کہ جس طرح اس دنیا کا علم دیا اگلے جہان کا علم بھی دے اور جس طرح اس جہان کا گھر دیا اگلے جہان کا اچھا گھر بھی بخشے اور اس کالج میں پڑھنے والے سب طلباء کو اپنی رضا پر چلنے، اپنا فرض ادا کرنے اور ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھانے کی توفیق بخشے۔

(سالانہ رپورٹ تعلیم الاسلام کالج 54-1955ء)

فضل عمر ہوسٹل کی وسیع و عریض عمارت چار Wings پر مشتمل تھی۔ بیت الذکر، میس ہال، باورچی خانہ، کامن روم، ڈسپنسری، دفتر اور سپرنٹنڈنٹ آفس کے علاوہ ڈیڑھ سو سے زائد ڈارمیٹریاں جن میں چھ سے آٹھ لڑکوں کے ٹھہرنے کی گنجائش تھی اور پندرہ کیوبیکلز تھے۔ کامن روم میں مختلف انڈور کھیلیں اور روزانہ دو تین اردو انگریزی اخبار مہیا تھے۔ کامن روم نماز عصر کے بعد کھلتا اور مغرب کی نماز سے پہلے بند ہو جاتا۔ کامن روم کی سالانہ کھیلیں اور ہوسٹل کا سالانہ Function یادگاری سالانہ Event تھے۔ جن کا انتظار اور انتظامات عرصہ پہلے شروع ہو جاتے اور طلباء بھرپور حصہ لیتے۔ ان پروگراموں کی جان مزاحیہ خاکوں کا تذکرہ سارا سال ہوتا رہتا۔

نیو کیمپس

اب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نازل ہونے کا وہ سنہری دور آ گیا جس کے دوران حضرت مسیح موعود کا قائم کیا مدرسہ تعلیم الاسلام آہستہ آہستہ یونیورسٹی کی شکل دھار رہا تھا (جیسے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے کالج کے افتتاح 28 مئی 1903ء کو اپنی تقریر میں امید ظاہر کی تھی) عرصے سے ایم ایس سی فزکس کی کلاسیں شروع کرنے کی تجویز کالج انتظامیہ کے زیر غور تھی۔ اسی دوران سن 61-1962ء میں محکمانہ طور پر ڈگری اور انٹر کلاسوں کو الگ کرنے کی تجویز ہوئی۔ تعلیم الاسلام کالج کی عمارت پہلے ہی انٹر اور ڈگری کلاسوں کے لئے چھوٹی پڑ رہی تھی۔ چہ جائیکہ پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کی متحمل ہو سکتیں۔ کالج سے مغرب کی طرف تقریباً ایک میل دور دریا کے قریب زمین کا ایک وسیع قطعہ پر پوسٹ گریجوایٹ کیمپس کی تعمیر شروع ہوئی۔ فزکس Wing کی تیاری کے ساتھ ہی عمارت میں ایم ایس سی کی کلاسوں کا آغاز ہو گیا۔ کیمسٹری، باٹنی اور زوآلوجی کے Wings کی تعمیر شروع ہوا ہی چاہتی تھی کہ قومیائے جانے کے عفریت نے پاکستان کے تعلیمی نظام پر پنجے گاڑ لئے اور سب تعلیمی ترقی کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ برا ہو غلط سوچ اور تعصب کا، اب کالج کے نئے کیمپس کی عظیم عمارت عدم توجہی کے باعث آہستہ آہستہ منہدم ہو رہی ہے۔

کالج کی بعض یادگار غیر نصابی سرگرمیاں

تابناک تعلیمی ریکارڈ کے ساتھ ساتھ تعلیم الاسلام کالج سے وابستہ بعض روایات کالج کی پہچان کے طور پر کالج کے ہر گزشتہ طالبعلم کی زندگی کی حسین ترین یادوں کا حصہ ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم:

کالج کے نصاب میں قرآن کریم کا ترجمہ اور مختصر تفسیر شامل تھی۔ جس کی تدریس ممتاز علماء کے سپرد رہی جو طلباء کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب دیتے۔

کالج کا سارا ماحول اپنے اندر ایک خاص علمی رنگ رکھتا تھا۔ ہر سال تین روزہ بین الکلیاتی مباحثات کا اہتمام ہوتا۔ جس میں پاکستان بھر کے مشہور کالجوں کے مقرر حصہ لیتے۔ پہلا دن اردو، دوسرا انگریزی جبکہ تیسرے دن پنجابی مباحثہ ہوتا۔ شام مشاعرے کی نذر ہوتی۔ شاید پاکستان کا یہ واحد کالج تھا جہاں اول آنے والی ٹیم کو طلائی تمغہ عطا کیا جاتا تھا۔ یہ تمام تقریبات بڑے سکون اور اطمینان بھرے ماحول میں منعقد ہوتیں۔

اردو کانفرنسیں:

اردو کو شروع سے ہی جماعت احمدیہ کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کم و بیش تمام تصانیف اردو میں ہیں۔ جماعت ہمیشہ اردو کی ترویج میں کوشاں رہی ہے۔ تعلیم الاسلام کالج کی سرکاری زبان اردو تھی۔ کالج کی انتظامیہ اردو کی ترویج اور اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتی تھی۔ آئے دن مشاعروں کے علاوہ دو آل پاکستان اردو کانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا۔ پہلی 1964ء اور دوسری 1967ء میں۔ جن میں پاکستان کے طول و عرض سے نمائندگان شامل ہوئے اور اپنے بلند پایہ مقالات پیش کئے۔ پہلی کانفرنس میں پیش کئے گئے چیدہ چیدہ مقالات ''ذکر اردو'' کے عنوان سے چھپ چکے ہیں۔

کھیلیں:

انسانی زندگی میں ورزش کی اہمیت مسلمہ ہے۔ طالب علمی کے زمانے میں ہلکی پھلکی ورزش ذہنی اور جسمانی نشوونما کے لئے اہم ہے۔ تعلیم الاسلام کالج اپنے قادیان کے زمانے سے ہی کھیل کے میدان میں سرفہرست رہا ہے۔ ہاکی، فٹ بال، روئنگ اور کشتی رانی کی ٹیمیں مشہور تھیں۔ کالج کی کشتی رانی کی ٹیم مسلسل کئی سال چیمپئن رہی۔

مضامین کی مجالس:

ہر قسم کے طالب علم کی دلچسپی کے لئے کالج یونین (جسے قائداعظم سوسائٹی کہا جاتا تھا) کے علاوہ ہر مضمون کی اپنی سوسائٹی تھی۔ ہر سال نئے عہدیدار منتخب ہوتے اور سال بھر اجلاسات کا انعقاد ہوتا طلباء تقاریر اور مضامین پڑھتے۔ سال میں سوسائٹیوں کے تحت مختلف مقامات کے معلوماتی دورے ہوتے۔ نصف خرچہ کالج ادا کرتا جبکہ باقی طلباء مہیا کرتے۔ اکثر باہر سے صاحبان علم کو مدعو کیا جاتا جو طلباء کو اپنے فن کے بارے میں خطاب کرتے اور طلباء کے سوالات کا جواب دیتے۔

نمایاں بہترین نتائج:

جب اس طرح علم کی آبیاری ہو رہی ہو تو ظاہر ہے طلباء کی ذہنی نشوونما پر تو ضرور اس کا مثبت اثر مترتب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال کالج کا کوئی نہ کوئی طالبعلم بورڈ اور یونیورسٹی Position لیتا۔ بعض مضامین میں نتیجہ سو فیصد رہتا۔ مجموعی طور پر کالج کے نتائج کئی فیصد یونیورسٹی کے نتائج سے اوپر ہوتے۔ یونیورسٹی سے Affiliated کالجوں میں تعلیم الاسلام کالج منفرد مقام کا حامل تھا۔ کالج کے سنہرے دور کی یادیں کالج کے طلباء کی یادوں اور پنجاب یونیورسٹی کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔

مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب

جماعت احمدیہ ناروے میں یوم دعوت الی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے کہ سال میں کم از کم ملک کی دس فیصد آبادی تک جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر پہنچایا جائے۔ اس ہدایت کے پیش نظر جماعت احمدیہ ناروے نے یہ منصوبہ بنایا کہ ناروے کے شمال سے جو دُنیا کا انتہائی کنارہ ہے اس کام کو شروع کیا جائے۔ چونکہ وہاں پر لوگ ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر رہتے ہیں اس لئے ہر گھر تک خود یہ لٹریچر پہنچانا مشکل امر تھا۔ اس وجہ سے پروگرام ترتیب دیا گیا کہ وہاں کی تین لاکھ آبادی تک ڈاک کے ذریعہ سے لٹریچر پہنچایا جائے۔ اس کے لئے محکمہ ڈاک کے تعاون سے معاملات کو طے کیا گیا۔ لٹریچر کو خدام الاحمدیہ کے تعاون سے بیت الذکر میں مطلوبہ تعداد میں اور ڈاک خانہ کے تقاضوں کے مطابق بنڈلز کی صورت میں باندھا گیا اور ایک گاڑی کے ذریعہ ڈاک خانہ تک پہنچایا گیا۔ یہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار پمفلٹ 23 اور 24 نومبر کو اتنے ہی گھروں میں تقسیم ہوا جو ایک اندازے کے مطابق تین لاکھ افراد تک پہنچا۔

اس کے علاوہ جماعت احمدیہ ناروے نے احبابِ جماعت میں دعوت الی اللہ کے جذبے کو اُجاگر کرنے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے اس سال دو دفعہ یوم دعوت الی اللہ منانے کا پروگرام بنایا۔ پہلا یوم دعوت الی اللہ 19/جون کو منایا گیا۔ جس میں مختلف شہروں میں سٹال لگائے گئے اور ایک ورق پر مشتمل جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر تقریباً 15 ہزار لوگوں تک پہنچایا گیا۔

جبکہ دوسرا یوم دعوت الی اللہ 20/نومبر 2010ء کو کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے کی زیر ہدایت شعبہ دعوت الی اللہ نے خاکسار اور فیصل سہیل صاحب کی معاونت سے اس کے لئے جامع پروگرام بنایا۔

اس موقع پر 60 مختلف مقامات پر دعوت الی اللہ کے سٹال لگانے کیلئے لوکل گورنمنٹ کو درخواستیں بھجوائی گئیں۔ اور یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ان مقامات پر دعوت الی اللہ کے سٹال لگائے جائیں اور اگر اجازت نہ ملے تو گھوم پھر کر جماعت احمدیہ کا تعارفی لٹریچر تقسیم کیا جائے۔ ان مقامات کو مختلف لوکل جماعتوں میں تقسیم کر دیا گیا اور یہ ہدایت دی گئی کہ جماعت کے ہر ممبر کو دعوت الی اللہ کے کام میں شامل کیا جائے۔ 20/نومبر کو ناروے میں ٹمپریچر نقطہ انجماد سے نیچے تھا اور شدید سردی کی لہر تھی۔ اس کے باوجود ممبران جماعت نے بڑھ چڑھ کر اس دعوت الی اللہ کے کام میں حصہ لیا۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے دُور دراز کے علاقوں میں نکلے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 20/نومبر کے دن تقریباً 25 ہزار کی تعداد میں تعارفی لٹریچر نارویجین لوگوں تک پہنچایا گیا۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 4 فروری 2011ء)

مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب

عبدالمنان صدیقی۔ سچا مومن اور کامیاب ڈاکٹر

مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب سے مجھے زندگی میں ایک دفعہ ہی ملنے کا موقع ملا جب ڈاکٹر صاحب اپریل 2008ء میں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی میٹنگ میں ربوہ تشریف لائے۔ یہ ملاقات گو چند لمحوں پہ محدود تھی مگر اس کی یاد آج بھی دل میں قائم ہے۔

ان کی شہادت کے بعد خاکسار کو تقریباً ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ فضل عمر میڈیکل سنٹر میر پور خاص میں خدمت کا موقع ملا۔ ڈاکٹر عبدالمنان کی شہادت کے چند ماہ بعد مرکز سے مجھے یہ ہدایت ملی کہ میر پور خاص جا کر ہسپتال چلانا ہے اور جو خلاء محترم ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے پیدا ہوا اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ خاکسار میر پور خاص پہنچا اور کام شروع کیا۔ اس سلسلہ میں چند مشاہدات اور تجربات خاکسار عرض کرتا ہے۔

شروع کے چند ماہ بہت سے مریض اور ڈاکٹر صاحب کے ملنے والے ہسپتال آتے تو ان کی یاد میں روتے ہوئے آتے۔ میرے لئے یہ ایک ناقابل یقین تجربہ تھا۔ اپنی 25 سالہ پریکٹس میں میں نے اتنے مریضوں کو کسی کی یاد میں روتے نہیں دیکھا۔ یہ اس بات کی شہادت تھی کہ ڈاکٹر منان صاحب کا اپنے مریضوں سے نہایت ادب، اخلاص اور محبت کا رویہ تھا۔ ان میں اکثر غرباء مریضوں کی تعداد تھی جو باوجود فیس کی طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی ان کے ہسپتال آتے اور مکمل علاج اور شفاء کے بعد رخصت ہوتے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا پرائیویٹ ہسپتال ہو جو سچی خدمت خلق اور انسانی ہمدردی کا زندہ نمونہ ہے۔ بیشک یہ ڈاکٹر منان صاحب کی شخصیت کا ایک نمایاں وصف تھا جو ان کو خلیفہ وقت کی کامل اطاعت سے حاصل تھا۔ ان کی دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ مریض کے پاس اگر فیس کے پیسے نہ ہوتے تو اپنی جیب سے کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرتے۔ خاکسار نے بھی ان کی روایات کو زندہ رکھنے کی کوشش کی۔

ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر مجھے یہی احساس ہوتا تھا کہ وہ میرے ساتھ موجود ہیں۔ یہ احساس تمام عرصہ جو میں نے اس ہسپتال میں گزارا مجھے رہا۔ عجیب بات ہے کہ جن کی زندگی میں تو ان سے میری چند لمحوں کی ملاقات تھی بعد از شہادت ان سے کچھ ایسا روحانی تعلق بنا کہ ہر لمحہ یہی احساس رہا کہ ہمارا ایک عزت و محبت کا رشتہ ہے جو مومن بھائیوں میں ہوتا ہے۔

ان کے گھر کا وہ حصہ جو ہماری رہائش تھا وہ بھی برکتوں سے بھرا ہوا تھا۔ میرے تینوں بچے جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔ انہوں نے بھی وہاں بہت اچھا وقت گزارا۔ چھوٹے بچے نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ پہلے دروازے سے آپ کی چھڑی نظر آئی پھر آپ کا مسکراتا ہوا چہرہ۔ اسی طرح 28 مئی کے سانحہ کا بھی دونوں بیٹوں نے واضح طور پر خواب دیکھا۔ میں صدق دل سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میر پور خاص شہر اور اس کے اردگرد رہنے والوں کو شائد کبھی بھی ایسا لائق اور حقیقی حکیم نہ مل سکے گا جو ڈاکٹر ہونے کے علاوہ ایک سچا مومن بندہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اجر کریم اور اعلیٰ درجات سے نوازے اور ان کی اولاد میں بھی یہ نیکی جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین

محترم ڈاکٹر صاحب

موصوف کا گھرانہ

مکرمہ راحت احمد صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب اپنے جذبات یوں بیان کرتی ہیں:

یادیں تو ان کے بارے میں لکھی جاتی ہیں جن سے انسان ملا ہو۔ کیا ہی عجیب اتفاق ہے کہ میں مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی زندگی میں ان سے نہیں ملی۔ میرا پہلا تعارف جو ان کی بیوہ سے ہوا وہ اس وقت تھا جب ان کو تدفین کے لئے ربوہ لایا گیا۔ لجنہ اماءاللہ کی بعض ممبران جن میں میں بھی شامل تھی مکرم ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ امۃ الشافی صاحبہ کمال صبر کی تصویر بنی سب سے گلے مل کر اپنے لئے صبر کی دعا کی درخواست کر رہی تھیں۔ میرے دل کو ان کا پُرسوز اور معصوم چہرہ چھو گیا۔ کیا معلوم تھا کہ کچھ مہینوں بعد خدا تعالیٰ ایسا سبب بنا دے گا کہ مجھے اپنے خاندان کے ساتھ ان کے پاس جانا پڑے گا۔ میرے شوہر کو ڈاکٹر صاحب شہید کی جگہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہسپتال کی ذمہ داریاں سنبھالنے بھیجا تو ہم سب بھی مارچ 2009ء میں میر پور خاص شفٹ ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب کی ملحقہ کوٹھی سے جڑی رہائش میں پہلی رات گزاری تو یہی خیال ذہن میں آتا رہا کہ کاش ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں یہاں آئی ہوتی۔ وقتاً فوقتاً میر پور خاص جماعت کی لجنہ سے ملاقاتوں میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے کئی پہلو اجاگر ہوئے۔ بلاشبہ وہ ایک مسیحا صفت نیک انسان تھے۔ لوگوں کے لئے دلی ہمدردی، خلوص، ہر دو مدد یعنی مالی اور پیشہ وارانہ کے لئے ہر وقت تیار رہنا ایسی صفات تھیں جو ان کی شخصیت کا خاصا تھیں۔

محبت اور خلوص تو ان کے گھر کی باندی تھی۔ ان کی بیوہ امۃ الشافی صاحبہ اور بچے سب اس کی زندہ تصویر ہیں۔ خاص کر کے ''اسامہ'' ان کا بیٹا۔ اس میں یہ صفات ابھی سے نمایاں ہیں۔ اس کی پیار بھری مسکراہٹ اور انتہائی ادب سے بڑوں کے ساتھ پیش آنا متاثر کن ہے۔ یقیناً ایسا ڈاکٹر صاحب کا جانشین ہی ہو سکتا ہے۔

ایک سال کا عرصہ مجھے ان کے گھر میں گھر کے افراد کی طرح محبت ملی۔ امۃ الشافی صاحبہ سے پیار و احترام کا ایسا رشتہ بندھا جو اپنوں میں بھی کم ہوتا ہے۔

ہسپتال کی وجہ سے صبح و شام ملاقاتیں رہیں۔ ان بے تکلفانہ مجلسوں میں ان کی خاندانی وجاہت، طبیعت کا ٹھہراؤ اور اخلاقی قدریں سب کھل کر سامنے آئیں۔ یقیناً ان کے دادا جن کا حضرت خلیفہ ثانی سے خاص تعلق تھا یہ اسی کا اثر ہے۔ خلافت سے بے انتہا محبت و اطاعت، پھر قدم قدم پر خلیفہ وقت سے راہنمائی لینا اور اطاعت کرنا امۃ الشافی صاحبہ کا خاصا ہے۔ اتنے بڑے سانحہ کے گزر جانے کے بعد بھی ان کی پُراعتماد مسکراہٹ یہ سبق دیتی ہے کہ صبر کسے کہتے ہیں۔ خدا پر کامل یقین و ایمان کیا چیز ہے۔ اپنے غموں کو اپنے اندر ہی سمو کر دوسروں سے پُرحوصلہ بات کرنا شافی کی شناخت ہے جس کی تمام لجنہ میر پور خاص بھی قدر کرتی ہیں۔

حالات کی نزاکت کی وجہ سے امۃ الشافی صاحبہ کو امریکہ شفٹ ہونا پڑا۔ جس ضبط کے ساتھ وہ ہم سب سے رخصت ہوئیں وہ بھی قابل تقلید ہے۔ قدم قدم پر ڈاکٹر صاحب کی یہ بیوہ ہمیں بتا رہی تھیں کہ آپ کے ساتھ نے ان کی بھی کس طرح تربیت کی۔ ان کے جانے کے بعد جماعت میر پور خاص میں بہت خلاء پیدا ہوا ہے۔ ان کا گھر ایک ایسا مرکز تھا جو جماعت کے لئے ہر قسم کی مدد فراہم کرتا تھا۔ کوئی جماعتی فنکشن ہو، عیدوں کی نمازیں، بیرونی مہمانوں کی رہائش یا غرباء کی مدد سب اس گھر کے توسط تھا۔ اب بھی ان کا ایک کمرہ مہمانوں کے انتظار میں رہتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کی تصویریں ان کا استقبال کرتی ہیں۔

میر پور خاص کے پاس اب وہ خاص وجود تو نہ رہے مگر ان کی یادیں دلوں میں زندہ رہیں گی۔

دنیا کا سب سے پہلا آواز کارٹون مکی ماؤس

یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ بچے کارٹون بہت شوق سے دیکھتے ہیں اور ان کے کرداروں کو پسند کرتے ہیں اور ان جیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ مثلاً سپائیڈر مین، مکی ماؤس، ٹام اینڈ جیری وغیرہ جیسے بے شمار کارٹون بچوں کے پسندیدہ ہیں۔ مکی ماؤس کارٹون بچوں میں بہت مقبول ہے۔ 18 نومبر 1928ء میں والٹ ڈزنی نے سب سے پہلے آواز کارٹون مکی ماؤس اور منی ہاؤس کو بنایا اور اس کے ساتھ وہ ڈزنی لینڈ اور والٹ ڈزنی کا بھی تخلیق کار ہے۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا کارٹون ہے۔ والٹ ڈزنی نے اپنے ابتدائی سال میسور فارم میں گزارے۔ اس نے بہت جلد ہی ڈرائنگ بنانا شروع کر دی تھی اور اپنے خاکے سات سال کی عمر میں اپنے ہمسائے کو فروخت کئے۔

1920ء میں کنساس کے شہر میں ڈزنی نے اپنے پیشے کا آغاز کارٹون کے اشتہارات سے کیا۔ والٹ ڈزنی نے جب مکی کے کارٹون کو بنایا۔ تو اس وقت وہ جانتا تھا کہ وہ ایک نئے کردار کو تخلیق کرے گا اور اس نے ایک چوہا بنایا لیکن اس کی بیوی لیلین کو یہ نام بالکل پسند نہیں تھا۔ اس نے اس کا نام مکی ماؤس رکھا۔ کارٹون مکی ماؤس بیسویں صدی کی ایک مشہور علامت بن گیا۔ سب سے پہلے والٹ نے ایک خاموش مکی ماؤس گیلوپن گچو کو کارٹون بنایا۔ 1927ء میں اس نے خاموش فلمیں بنائیں اور پھر ایک تیسرا مکی ماؤس کارٹون بنایا۔ جو سٹیم بورٹ ویلی کی آواز میں تھا۔ والٹ نے ساؤنڈ ٹریکس کی ریکارڈنگ کی۔ مکی ماؤس کی فلم ''ہنٹ بورڈ ویلی'' نومبر 1928ء کو پہلی بار آواز کے ساتھ نیویارک کے ایک تھیٹر میں چلی۔ اس میں پہلی مرتبہ منی ماؤس اور مکی ماؤس کو دکھایا گیا اور پھر یہیں سے منی ماؤس اور مکی ماؤس بچوں میں مقبول ہو گئے۔

1946ء میں والٹ ڈزنی بہت مصروف ہو گیا۔ تو ''جم مکڈونلڈ'' نے تیس سال تک مکی ماؤس کی آواز کو جاری رکھا اور وہ 1974ء میں ریٹائر ہو گیا۔ اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد ''وینی ایلوائن'' کا انتخاب کیا گیا۔ جس نے مکی ماؤس کی آواز پر پرفارم کیا۔ وینی نے مکی ماؤس کی لفظی شخصیت کو سکرین پر نمودار کیا۔

18 نومبر 1988ء کو میجک کینگ ڈم میں والٹ ڈزنی ورلڈ کو مکی ماؤس کی ساٹھویں سالگرہ پر بڑی عزت ملی اور جب مکی ماؤس کا پہلا شو ٹیلی ویژن پر جاری ہوا تو اسے والٹ ڈزنی کی طرف سے خراج تحسین پیش کیا گیا۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 مارچ 2011ء کو قبل از نماز عصر بیت فضل لندن میں درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

1۔مکرم شیخ آفتاب احمد صاحب

مکرم شیخ آفتاب احمد صاحب ابن مکرم شیخ محمد علی صاحب آف نیو مالڈن۔یوکے مورخہ 7 مارچ 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔آپ حضرت منشی قمرالدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے اور محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمان صاحب مرحوم کے بہنوئی تھے۔نہایت نیک، دھیمی طبیعت کے مالک، غریب پرور اور مخلص انسان تھے۔1992ء سے یوکے میں مقیم تھے اور گزشتہ کئی سالوں سے یوکے جماعت کے شعبہ اشاعت کے ساتھ منسلک تھے جہاں جماعتی کتب اور رسائل کی اشاعت کے لئے بڑی محنت سے خدمت کی توفیق پائی۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم شیخ فیاض احمد صاحب تقریباً سات سال سے بطور نائب صدر خدام الاحمدیہ یوکے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔مکرم خواجہ بشیر الدین قمر صاحب

مکرم خواجہ بشیرالدین قمر صاحب ابن مکرم مولوی قمرالدین صاحب لندن مورخہ 9 مارچ 2011ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔آپ حضرت میاں خیر دین صاحب سیکھوانی رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند، خلافت سے وفا اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور فدائی انسان تھے۔آپ کو ایم۔ٹی اے میں خدمت کی توفیق ملی۔اس کے علاوہ اپنے حلقہ میں بطور محصل بھی خدمت بجالاتے رہے۔آپ کو بیت مبارک ربوہ اور بیت فضل لندن میں نداء دینے کا بھی موقع ملا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے تینوں بچے ایم ٹی اے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب

1۔مکرم سید محمد ظفر صاحب

مکرم سید محمد ظفر صاحب ربوہ مورخہ 17 فروری 2011ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئے۔اپنے گاؤں گرمولا ورکاں میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔صوم و صلوٰۃ کے پابند، دعاگو، تہجد گزار، ملنسار، نہایت شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔آپ موصی تھے۔آپ کے آٹھ بیٹوں میں سے چار بیٹے واقف زندگی ہیں۔جن میں سے مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی انچارج ساؤتھ کوریا، مکرم محمد زکریا صاحب مربی لائبیریا اور مکرم محمد محسن صاحب اور مکرم محمد مومن صاحب معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔مکرم نواب دین صاحب

مکرم نواب دین صاحب آف ٹورانٹو کینیڈا مورخہ 7 جنوری 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔مرحوم نہایت مخلص اور بڑے نڈر احمدی تھے۔1974ء میں جماعت کے خلاف ہونے والے فسادات میں آپ نے نہایت ثابت قدمی اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، خلافت سے وفا اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والے مخلص اور فدائی انسان تھے۔مالی قربانی میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم ظفر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ ربوہ میں شعبہ دعوت الی اللہ و منصوبہ بندی کے تحت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

3۔مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال

مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال احمد آباد سانگرہ مورخہ یکم جنوری 2011ء کو فضل عمر ہسپتال میں وفات پاگئے۔انتہائی نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالحمید طاہر صاحب گھانا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

4۔مکرم ڈاکٹر احسان الحق صاحب

مکرم ڈاکٹر احسان الحق صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالحق صاحب مرحوم کراچی مورخہ 28 جنوری 2011ء کو مختصر علالت کے بعد 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔آپ ایک قابل فزیشن تھے اور بڑے ہی نافع الناس اور ہر دلعزیز انسان تھے۔آپ نے احمدیہ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور فضل عمر سوسائٹی سے بھی منسلک رہے۔علاوہ ازیں میڈیکل کیمپس میں بھی آپ کو بھرپور خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔آغا خان میڈیکل یونیورسٹی کراچی کے وزیٹنگ پروفیسر کے طور بھی کام کرتے رہے۔آپ جماعت احمدیہ لاہور کے نائب امیر بھی رہے۔خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود کے ساتھ ان کا تعلق مثالی تھا۔نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

5۔عزیزم علی ناصر

عزیزم علی ناصر ابن مکرم ناصر صاحب مرحوم دارالرحمت غربی ربوہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے طالب علم تھے۔پانچ روز ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد 4 فروری 2011ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پاگئے۔ستمبر 2006ء کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔وفات کے وقت درجہ ثالثہ کے طالب علم تھے۔آپ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب شہید بھریا روڈ سندھ کے پوتے تھے۔سانحہ لاہور کے نوجوان شہید عزیزم ولید احمد صاحب آپ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

6۔عزیزم راحیل احمد

راحیل احمد ابن مکرم محمد رفیق صاحب راولپنڈی جامعہ احمدیہ کے طالب علم تھے۔موسم گرما کی تعطیلات کے دوران اپنے گھر میں بوجہ ٹائیفائیڈ بیمار ہوئے۔2 راگست کو آپ کے پتے کا آپریشن ہوا۔اگست کے آخر میں دوبارہ بیمار ہونے پر آپ کو فضل عمر ہسپتال داخل کروایا گیا۔جہاں 4 ستمبر 2010ء کو وفات پاگئے۔آپ 21 ستمبر 2006ء کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے اور وفات کے وقت درجہ رابعہ کے طالب علم تھے۔

7۔مکرم سرفراز احمد طاہر صاحب

مکرم سرفراز احمد طاہر صاحب ابن مکرم راج ولی صاحب ربوہ مورخہ 7 دسمبر 2010ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انتہائی ملنسار، غریب پرور، صابر و شاکر اور مخلص انسان تھے۔جب لاہور کا سانحہ ہوا تو کہا کرتے تھے کہ کاش میں بھی وہاں ہوتا اور شہید ہو جاتا۔مرحوم موصی تھے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم مرزا انوارالحق صاحب مربی انچارج نیشنل صدر جماعت ساؤ تومے کے ہم زلف تھے۔

8۔مکرمہ امۃ السلام صاحبہ

مکرمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم نسیم احمد طاہر صاحب جرمنی مورخہ 2 فروری 2011ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔آپ حضرت مولوی عطاء محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔نظام جماعت کی پابند اور خلافت سے محبت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ نے بچوں کی بڑی اچھے رنگ میں تربیت کی۔قرآن مجید پڑھانے کا بہت شوق تھا۔بہت سے احمدی بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کی توفیق پائی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

9۔مکرم منصور احمد صاحب ناصر

مکرم منصور احمد صاحب ناصر آف ہمبرگ مورخہ 30 جنوری 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کے مختلف دفاتر میں خدمت کی بھی توفیق پائی۔وفات سے قبل ہمبرگ میں اپنی جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ کے برادر نسبتی تھے۔

10۔عزیزم وہاب احمد صاحب

عزیزم وہاب احمد صاحب ابن مکرم افضال الحق صاحب مرحوم کراچی مورخہ 31 جنوری 2011ء کو برین ہیمبرج سے تقریباً 25 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔مرحوم 5/4 سال سے گردوں کے مرض میں مبتلا تھے۔ہفتے میں 2 بار Dialysis ہوتا تھا۔لمبی تکلیف دہ بیماری کو نہایت صبر و ہمت کے ساتھ گزارا اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ سٹیل ٹاؤن کراچی میں ناظم اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔بڑے نیک سیرت، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حب مسان بچوں کے سوکھا پن اور لاغری کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:۔
’’میں تحریک کرتا ہوں کہ سیاسی طور پر معزز سمجھی جانے والی اقوام کے لوگ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دین کیلئے وقف کریں ...... کام کی وسعت کا تقاضا ہے کہ ہر سال ایک سو نہیں بلکہ 200 (مربی) رکھے جائیں۔ پس ایک تحریک تو میں یہ کرتا ہوں کہ دوست مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو بھیجیں تا انہیں خدمت دین کیلئے تیار کیا جا سکے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 24 مارچ 1944ء بحوالہ الفضل 31 مارچ 1944ء)

پھر زندگی وقف کرنے والوں کو فرماتے ہیں۔
’’خدا نے تمہارے لئے بڑی بڑی عزتیں رکھی ہیں۔ تم خدا پر توکل کرو اور اس کے دین کی اشاعت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دو وہ دینے پر آتا ہے تو وہ کچھ دے دیتا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔‘‘
(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 1955ء بحوالہ الفضل 22/اکتوبر 1955ء)
(مرسلہ: وکیل التعلیم تحریک جدید)

ربوہ میں طلوع و غروب 11/اپریل

طلوع فجر	4:18
طلوع آفتاب	5:43
زوال آفتاب	12:10
غروب آفتاب	6:36

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی =/120 روپے بڑی =/480 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی و سکنی زمین خرید و فروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر: 047-6211971 فون 6214214
دکان 6216216

نئی جلسہ گاہ کینیڈا (حدیقہ احمد) کے سامنے زمین خریدنے کا نادر موقع
190 ایکڑ اراضی بالمقابل حدیقہ احمد ہم نے ڈویلپمنٹ کیلئے محفوظ کر لی ہے City کی اجازت سے شاپنگ پلازہ اپارٹمنٹ، بلڈنگز اور مختلف سائز کے گھر بنانے کا ہمارا ارادہ ہے اگر آپ اس انتہائی منافع بخش سرمایہ کاری سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اگر آپ ملک سے باہر ہیں تو اپنے پیاروں کو تحائف ہمارے ذریعہ پہنچائیں۔ آرڈر ویب سائٹ یا فون پر بک کیجئے۔
For all your real estate needs, we help for buying and selling.
We rent, manage and renovate properties.
Canadian Property Management & Home Services
Chief Executive
PH:416-712-4779
M Ahmed Javed Ch M. A., LL.B. (PU, LA, PK)
Property Law (WU, Canada)
ٹورانٹو (کینیڈا) آفس
PH:416-712-4779
Web:www.seeproperty.ca
ربوہ (پاکستان) آفس
PH:0321-7705625
E-mail:mc@seeproperty.ca

الفیض پبلک سکول
داخلہ نرسری تا پنجم برائے طلباء و طالبات
- گزشتہ 30 سال سے والدین کے اعتماد کا حامل ادارہ
- محنتی تعلیم یافتہ سٹاف
- وسیع کشادہ نئی عمارت
- قرآن پاک، وقف نو کا نصاب
- آکسفورڈ اور ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب کا بھرپور استعمال
- سکول میں لیڈی ٹیچرز کی آسامیاں خالی ہیں
مزید معلومات 8/1 دار الرحمت غربی
فون: 0334-5181099,6211220

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013